JAHAN TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

غذائی اشیاء کی حلت وحرمت کے بارے ریاستی قوانین کا جائزہ

Review of state laws regarding the halal and haram nature of food items

☆اشتیاق احمد

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پنجاب، پاکستان

☆☆ڈاکٹر حافظ محمد شہباز

پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پنجاب، پاکستان

Abstract

The examination of state laws regarding the permissibility and prohibition of food items involves an intricate interplay between religious, cultural, and legal frameworks. Many countries establish their food laws based on religious guidelines, such as Islamic Shariah, which dictates the criteria for halal and haram foods. These laws regulate the preparation, processing, and labeling of food to ensure compliance with ethical and spiritual principles. For instance, halal certification is mandated in many Islamic countries to ensure that food products meet religious standards. Similarly, laws in secular states may address ethical concerns such as animal welfare, hygiene, and safety, while respecting the dietary practices of various religious groups. In some regions, the enforcement of these laws has sparked debates about freedom of choice and cultural inclusivity. Countries with diverse populations often face challenges in balancing religious dietary laws with the rights of individuals who may not follow those traditions. For example, the labeling of halal and kosher foods is essential for transparency and consumer trust. Additionally, certain jurisdictions have implemented strict penalties for the misrepresentation of food items, ensuring consumer protection and adherence to legal standards. Overall, state laws on food permissibility reflect the intersection of legal, ethical, and cultural considerations aimed at accommodating diverse dietary practices while upholding societal norms.

تعارف موضوع

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور انبیاء ورسل علیہم السلام کے ذریعے اپنے احکامات ان تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی پابندی کرنا عین عبادت ہے۔ منہیات سے بچنا اور حرام سے اجتناب کرنا ایک حدیث کی رو سے عبادت ہی ہے۔ حرام کے اختیار کرنے سے عبادات ضائع ہو جاتی ہیں اور ایک شخص کو مومن ومتقی بننے کے لیے حرام کردہ چیزوں سے بچنا ضروری ہوتا ہے اور اسلام نے بہت سی اشیاء کو حرام قرار دیا ہے جن کی تفصیل قرآن وحدیث کے صفحات پر بکھری پڑی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِنْ مَّكَّنَّاہُمْ فِیْ الْأَرْضِ أَقَامُوْا الصَّلَاۃَ وَأٰتَوُوْا الزَّكَاۃَ وَأَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْأُمُوْرِ﴾[1]

”یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔)

شریعت اور ریاست کا تعلق:

قرآن کریم بنی اسرائیل پر اپنے احسانات جتلاتے ہوئے فرماتا ہے:

---

(1) الحج، 41:22

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾[2]

"اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو، جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔"

آیت شریفہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کون سی نعمت ہے جو اُن کو یاد دلائی جا رہی ہے، لیکن سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیت کے ساتھ سورۂ مائدہ کی آیت کو ملا کر پڑھیں تو بات صاف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّآتَاكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ﴾[3]

"یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی۔ اس نے تم میں نبی پیدا کیے، تم کو فرماں روا بنایا، اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نعمت سے مراد نبوت و رسالت اور بادشاہت و ریاست ہے۔ غور کریں تو واقعی یہ دونوں عظیم نعمتیں ہیں اور اس قابل ہیں کہ بطور احسان ان کا تذکرہ کیا جائے، کیونکہ دینی اور روحانی نعمتوں کا منتہا نبوت ہے اور دنیوی نعمتوں کا نقطۂ عروج ریاست ہے اور ان دونوں کے اندر تمام دینی اور دنیوی نعمتیں سمٹ کر جمع ہو جاتی ہیں۔ جس ریاست کا حق تعالیٰ شانہٗ نے احسان جتلایا ہے اس سے مراد وہ ریاست نہیں جو سیاسیات کی کتابوں میں ملتی ہے اور جس کو فیثا غورث، افلاطون، سقراط و بقراط یا ارسطو نے بیان کیا ہے، وہ بھی نہیں جو ہیگل، اینجلز، ریکارڈو، اسمتھ، کانٹ، بینتھم، روسو، میکاؤلی، کوتلیہ چانکیہ یا لیکاک بیان کرتا ہے، بلکہ ایک ایسی ریاست مراد ہے جہاں حکم الٰہی کی بالادستی اور شریعت کی حکمرانی ہو، کیونکہ اگر ریاست شرعی نہ ہو بلکہ لادین، جابرانہ یا ظالمانہ ہو تو اس کا ذکر بطور احسان کے کیوں کیا جائے؟

ریاست کیا ہے؟ اور اس کے بارے میں قدیم و جدید مفکرین کیا کہتے ہیں؟ اور موجودہ مفکرین کس نظریے پر متفق ہیں؟ ہمیں ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ ہمارا مقصد ان کے نظریات کو معیار بنا کر قرآن کریم کو جانچنا نہیں، بلکہ قرآن کی بنیاد پر اپنے نظریات کی عمارت استوار کرنا ہے۔ ریاست اگر شرعی ہو تو وہ شریعت سے الگ اور جدا کوئی چیز نہیں، بلکہ اس کا عکس اور پرتو ہے۔ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ریاست ظل رسالت ہے اور امام رسول کا نائب ہے۔"[4]

اصل اور عکس میں تضاد نہیں بلکہ اتحاد ہوتا ہے اور اگر تباین و تخالف ہو تو عکس عکس نہیں رہتا۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول

"اسلام ایک ایسی ریاست ہے جو ہمہ تن دین ہے اور ایسا دین ہے جو سراپا ریاست ہے۔"

حقیقت یہی ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ریاست کا وجوب ہی شریعت کی بدولت ہے اور اس پر مسلمان مفکرین کا اتفاق ہے۔

امام ابو حامد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ریاست کی بنیاد شریعت ہے، وہ اس پر کچھ عقلی و نقلی دلائل کا اضافہ بھی کرتے ہیں، مثلاً رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منشأ ہے کہ اسلام کا باضابطہ قیام ہو۔

محقق طوسی کے نزدیک تو ریاست شریعت کا ہی ایک مذہبی ادارہ ہے اور دین اسلام کی حیثیت ریاست کے لیے ایک ناظم کی ہے۔

سیاسی مفکرین کے علاوہ شریعت کے رمز شناس فقہاء بھی اس بات پر ہم زبان ہیں کہ

"أنّ نصب الإمام واجب على الأمّة، لإجماع الصّحابة رضي الله عنهم بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه

---

(2) البقرۃ،2:47

(3) المائدۃ،7:20

(4) دہلوی، اسماعیل، سید، منصب امامت، حاجی حنیف اینڈ سنز، لاہور، 2008ء، ص:153

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

وسلم "[5]

"امام کی اتباع کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے خلافت کے مسئلے کو طے کیا تھا۔"

حدیث تو یہاں تک کہتی ہے کہ تین بندے ہوں تو اپنا ایک امام بنالیں۔ اگر تین افراد کو یہ حکم ہے تو قوم، ملک اور معاشرے کو بطریق اولیٰ ہے۔ آج کل کو جو فکر پروان چڑھ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ریاست اور مذہب دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، یہ مغربی فکر ہے جس کی بنیاد اس پر فلسفہ پر ہے کہ جو قیصر کا حق ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا حق ہے وہ خدا کو دو۔

شریعت ریاست سے مقدم ہے:

اگرچہ ریاست اور شریعت لازم وملزوم ہیں اور ان میں جسم اور روح کا تعلق ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام کو باضابطہ قیام کے لیے ریاست کی ضرورت ہے اور بے شمار شرعی احکام کی تعمیل ریاست کے وجود پر موقوف ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ اسلام کا ظہور غلبہ کے لیے ہے:

﴿ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ﴾ [6]

"تاکہ میں دین کو کلی طور پر غالب آجاتے۔"

اس غلبے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ مسلم قوم غیر مسلم اقوام پر اور ان کی ریاست غیر اسلامی ریاستوں پر حاوی ہو، مگر ان سب کے باوجود اگر ریاست نہ ہو یا ریاست ہو، مگر دینی احکام کی تعمیل نہ کرتی ہو تو میری اور آپ کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی، کیونکہ نہ تو شریعت کا وجود ریاست پر موقوف ہے اور نہ ہی ریاست کو شریعت پر کوئی تقدم یا فضیلت حاصل ہے۔ شریعت پہلے ہے اور ریاست بعد میں ہے۔ کائنات کے اولین انسان کے نزول کے ساتھ ہی شریعت بھی اتر گئی تھی، مگر ریاست کا وجود نہ تھا۔ ریاست کا ذکر تو قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں ملتا ہے۔ مکہ میں ریاست نہیں تھی، مگر شریعت اتر رہی تھی، باقاعدہ اور باضابطہ اسلامی ریاست کا اظہار تو ہجرت کے بعد ہوا ہے۔ اسی طرح اگر ایک مسلمان اسلامی ریاست کی حدود ارضی سے باہر چلا جاتا ہے جہاں ریاست کی عمل داری نہ ہو تو وہ پھر بھی بقدرِ امکان شریعت کا مکلف رہتا ہے۔

اسلام اور حلال:

یہ اسلام کی دوسری تعبیر ہے اور دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اس کے زیر اثر نہ آتا ہو۔ اسلام کی کوئی سی بھی تقسیم لے لیں حرام وحلال کا تعلق نمایاں نظر آئے گا، چاہے وہ تقسیم اس طرح ہو کہ دین حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مجموعہ ہے یا اس طرح ہو کہ دین اسلام مأمورات اور منہیات کا مجموعہ ہے یا اس طرح ہو کہ اسلام عقائد، عبادات، مناکحات، معاملات، معاشرت اور جنایات یعنی حدود وقصاص کا نام ہے۔

ان سب میں حلال وحرام کا تعلق واضح نظر آتا ہے۔ عقائد میں حرام ہو تو اس کو کفر وشرک کہتے ہیں، عبادات میں حرام آتا ہے تو وہ باطل اور مردود ہو جاتی ہے، معاملات میں حرام سے معاملہ فاسد اور کمائی خبیث اور فریقین گناہ گار ہو جاتے ہیں اور معاشرت میں حرام کا ارتکاب گناہِ کبیرہ ہے۔

حلال وحرام کی حساسیت ونزاکت:

حلال حرام کا مسئلہ جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا حساس اور نازک بھی ہے۔ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کی اتھارٹی نہ میرے پاس، نہ آپ کے پاس، نہ کسی وزارت اور مملکت کے پاس اور نہ ہی کسی ولی، قطب، غوث اور ابدال کے پاس اور نہ ہی کسی تابعی، تبع تابعی یا صحابیؓ کے پاس، یہاں تک کہ پیغمبر دوجہاں امام الانبیائے کے پاس بھی یہ اتھارٹی نہیں ہے۔ سورۂ تحریم کی ابتدائی آیت اس طرح ہے:

---

(5) حمیری، محمد بن عمر بن مبارک، حدائق الانوار، دار المنہاج، جدہ، 1419ھ، 1/397

(6) التوبہ، 33:9

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاأَحَلَّ اللهُ لَکَ﴾ (7)

"اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر۔"

سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے:

﴿يَآيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ *وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾ (8)

"اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو، اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقین جانو کہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو اس سے ڈرتے رہو۔"

سورۂ نحل میں ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَي اللهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾ (9)

"اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں، ان کے بارے میں یہ مت کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو گے۔ یقین جانو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، وہ فلاح نہیں پاتے۔"

اب اگر کوئی پروڈکٹ شرعاً حرام کے دائرہ میں نہیں آتی ہے اور کسی نے محض کوالٹی کنٹرول یا حفظانِ صحت کے اصولوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے اسے حرام کہہ دیا، جب کہ وہ پروڈکٹ حرام کے زمرے میں نہ آتی ہو تو اس نے خدائی منصب سنبھال لیا یا کوئی شئے حلال تھی، مگر کسی دنیوی مصلحت سے اسے حرام کہہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار کو استعمال کر لیا۔ بعض لوگ احتیاطاً کسی چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں، حالانکہ وہ اصل میں حلال ہوتی ہے، یہ رویہ بھی از روئے شرع درست نہیں، کیونکہ احتیاط کسی چیز کو حرام قرار دینے میں نہیں، بلکہ "اصل" پر عمل کرنے میں ہے اور اصل گوشت وغیرہ چند اشیاء کو چھوڑ کر اباحت ہے۔

اسلامی ریاست کی خصوصیت:

شریعت کی نظر میں کچھ احکام بذات خود مقصود ہوتے ہیں اور کچھ مقصد کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہوتے ہیں۔ ریاست لذاتہ مقصود نہیں بلکہ اس کا وجود اس لیے ضروری ہے کہ بہت سارے دینی احکام کا نفاذ ریاست کے تنظیمی ڈھانچہ پر موقوف ہے جیسے اعلان جنگ اور حدود و قصاص وغیرہ۔ اس کے علاوہ جب اسلامی ریاست وجود میں آتی ہے تو داخلی سطح پر تو ہر مسلمان کا ضمیر اس سے احکام شرع کی تعمیل کراتا ہے مگر خارجی سطح پر ریاست اس سے دینی احکام کی تعمیل کراتی ہے چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے دینی احکام بیان بھی فرمائے اور ان پر عمل بھی کرایا ہے۔

اسی طرح جو شخص اسلامی ریاست کا امام ہوتا ہے وہ ایک جانب سے عوام کا نمائندہ ہوتا ہے مگر دوسری جانب سے وہ رسول کا جانشین ہوتا ہے اور اس نیابت اور جانشینی کی وجہ سے اس کی وہی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جو خود رسول کی ہوتی ہیں کیونکہ نائب کا وہی کام ہوتا ہے جو اصل کا ہوتا ہے۔ یہی ایک اسلامی اور غیر اسلامی ریاست کا فرق ہے ورنہ ریاست تو ہر جگہ ایک جیسی ہوتی ہے مثلاً زمین، آبادی اور معاشرہ ہر ریاست کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ آبادی زمین پر ہوتی ہے اور جہاں آبادی ہوگی وہاں معاشرہ بھی ہوگا اور جہاں معاشرہ ہوگا وہاں قانون بھی ہوگا کیونکہ قانون معاشرے کی ناگزیر ضرورت ہے اور جہاں قانون ہوگا تو اس کو چلانے والا بھی ہوگا جس کے مقتدر اعلیٰ کہتے ہیں مگر زمین، آبادی اور مقتدر اعلیٰ کی ذات سے ایک اسلامی حقیقی حکمران بھی نہیں ہوتا بلکہ خود حکمران پر شریعت کی حکمرانی ہوتی ہیں اس لیے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ریاست کی شکل وصورت

---

(7) التحریم، 1:66

(8) المائدۃ، 87،88:7

(9) النحل، 116:16

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

زمین، خطے اور معاشرے سے نہیں بلکہ قانون اور نظام حکومت سے بنتی ہے ریاست کا نظام خدا کا پسندیدہ اور آخری دین اسلام ہے۔ اس لیے اگر قانون اور طرز حکومت اسلامی ہے تو ریاست کو علیحدہ تشخص اور منفرد خصوصیت حاصل ہے ورنہ وہ بھی ایک ریاست ہے جس طرح دنیا کی اور ریاستیں ہیں۔

خلیفہ کی حیثیت:

آج ساری دنیا میں جمہوریت کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقی جمہوریت آج سے چودہ سو سال پہلے خلافت راشدہ کے عہد میں قائم ہو چکی تھی اس وقت جب کہ دنیا جمہوریت کے نظام سے بالکل آشنا نہ تھی۔ علامہ شبلی ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:

"کوئی امر بغیر مشورہ اور کثرت رائے کے عمل میں نہیں آسکتا تھا۔ مجلس شوری کے انعقاد کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ "الصلوۃ جامعۃ" یعنی سب لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تو خلیفہ مسجد نبوی میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے تھے اور پھر بحث طلب امر پیش کیا جاتا تھا۔ معمولی اور روزمرہ کے کاروباری مسائل میں اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن جب کوئی اہم امر پیش آتا تھا تو مہاجرین اور انصار کا اجلاس عام ہوتا تھا اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا... مجلس شوری کے ارکان کے علاوہ عام رعایا کو انتظامی امور میں مداخلت حاصل تھی۔ صوبہ جات اور اضلاع کے حاکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کئے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات بالکل انتخاب کا طریقہ عمل میں آتا تھا۔"[10]

ریاست کی ذمہ داری:

ریاست کا آئین کیا ہو گا قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾[11]

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

آیت میں امر بصورت خبر ہے اور اس میں امر سے زیادہ تاکید ہے۔ آیت سے معلوم ہوا کہ ریاست کا مقصد صرف امن و امان کا قیام، صحت و تعلیم، سرحدات کی حفاظت اور عوام کی کفالت نہیں بلکہ اس کی اور بھی ذمہ داریاں ہیں جن میں "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" سر فہرست ہے۔

حلال و حرام معروف و منکر کے تحت آتے ہیں اس لیے یہ دونوں حکومت کی قرآنی ذمہ داری ہیں۔ جو قوم، ملک یا معاشرہ اس فریضہ کو چھوڑ دیتا ہے اسے عذاب سے مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ امام تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص گناہ کرے تو صرف وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے لیکن جب گناہ عام ہو جائے تو پھر عذاب سب کو اپنے لپیٹ میں لے لیتا ہے۔"[12]

آج حالات یہ ہیں کہ خدا کی وسیع زمین مسلمانوں پر تنگ کر دی گئی ہے اور گاجر مولی کی طرح انہیں کاٹا جا رہا ہے سر کٹتا ہے تو مسلمانوں کا، لاش گرتی ہے تو مسلمانوں کی، اموال برباد ہیں تو مسلمانوں کے، بستیاں اور شہر ملیامیٹ ہوتے ہیں تو مسلمانوں کے، دہشت ہے، وحشت اور بربریت ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ہماری نااہلی ہے، دشمن کی سازش بھی ہے مگر ایک اور سبب بھی ہے جس کی طرف دھیان نہیں جاتا اور وہ یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک ہے۔

---

(10) شبلی نعمانی، علامہ الفاروق، دار المصنفین، اعظم گڑھ، س ن، 2/13-14

(11) الحج، 41:22

(12) ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ، 1995ء، 2/31

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

حلال وحرام کا تعین کس کی ذمہ داری؟:

تمام الہامی ادیان میں حلال اور حرام کا تصور موجود رہا ہے۔ کسی مذہب میں حلال و حرام کے حوالے سے بہت سختی تھی تو بعض میں قدرے نرمی کچھ زیادہ تھی۔ ہر امت میں حلال و حرام کے ضابطے مختلف رہے ہیں اور انکے معروضی حالات کے پیش نظر ان میں کمی و بیشی ہوتی رہی لیکن ایک بات مسلم ہے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا تمام اختیار عوام کے پاس رہا نہ علماء کے پاس۔ حلت و حرمت کے تمام اختیارات اللہ جل شانہ اور صاحب شریعت رسل کے پاس رہے ہیں۔ دین اسلام میں بھی یہی ضابطہ کار فرما رہا ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے کلام مقدس میں حرام قرار دیا ہے وہ حرام اور جسے حلال فرمایا وہ حلال۔ جس چیز کو رسول خدا نے حلال کہا وہ امت کیلئے حلال ہے اور جو چیز شارع علیہ السلام نے حرام قرار دی وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔ سورۃ اعراف کلام مقدس کا ساتویں سورہ ہے اس میں جہاں آپ کے مناصب جلیلہ کا ذکر ہے وہاں حلال و حرام کے حوالے سے بھی رسول خدا کو ایک اتھارٹی قرار دیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيهِمُ الخَبٰٓئِثَ﴾[13]

''وہ (رسول) ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرے گا اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرے گا۔''

اسی طرح زندگی کے تمام معاملات میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے حوالے سے امت کو ہمہ وقت شارع علیہ السلام کے طرف متوجہ رہنے کا ارشاد ہوا ہے۔ امت کیلئے لازمی قرار دیا گیا کہ زندگی کے تمام معاملات میں نبی کی طرف رجوع رکھے اور جسے رسول اللہ ﷺ حلال فرمائیں وہ لے لے اور جسے رسول ﷺ حرام قرار دے کر ممنوع فرما دیں اس سے رک جائے۔ چنانچہ ارشاد ہو:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰكُم عَنهُ فَانتَهُوا﴾[14]

اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں بہت سی آیات مذکورہ ہیں جن سے صراحتاً، اشارۃً اور اقتضاءً مفہوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے تمام اختیارات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بعد صرف اور صرف اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہیں۔ حضرت مقدام بن معدی کرب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ أَشْيَاءَ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحِمَارَ وَغَيْرَهُ ثُمَّ قَالَ لَيُوشِكُ بِالرَّجُلِ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يُحَدَّثُ بِحَدِيثِي فَيَقُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللهِ مَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ هُوَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللهُ»[15]

''غزوہ خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ نے گدھوں کا گوشت اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں کو حرام کرنے کے بعد ارشاد فرمایا عنقریب وہ وقت آئے گا جب کوئی شخص اپنے تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر میری کوئی حدیث بیان کرے گا اور پھر یہ کہے گا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب باقی ہے۔ ہم اس میں جو چیز حلال پائیں گے اسے حلال قرار دیں گے اور اس میں جو چیز حرام پائیں گے اسے حرام قرار دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں یہ بات یاد رکھنا اللہ کا رسول جس چیز کو حرام قرار دے دے وہ اسی کی مانند ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہو۔''

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے پالتو گدھے کو حرام قرار دیا ہے اور پنجوں کے ناخنوں سے شکار کرنے والے درندے (شیر، گیدڑ اور بھیڑیا وغیرہ) کو حرام قرار دیا ہے جبکہ ان کی حرمت کا قرآن مجید میں تذکرہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اگر کسی چیز کی حلت پر اجماع امت ہو جائے تو وہ حلال ہے اور کسی چیز کی حرمت پر اجماع ہو جائے تو وہ حرام ہے۔ لیکن اجماع امت کو حلت و حرمت کا اختیار رسول خدا ﷺ نے ہی عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی کچھ یوں روایت کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(13) الاعراف،157:7

(14) الحشر،7:59

(15) دارمی،عبداللہ بن عبدالرحمان، السنن، المقدمہ، باب السنة قاضية على كتاب الله تعالى، دار المغنى للنشر والتوزيع ، سعودی عرب، 2000ء،رقم الحدیث:606

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

«مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ قَبِيحًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ قَبِيحٌ»(16)

''جسے مؤمنین اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے اور جسے مسلمان قبیح جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہے۔''

اس طرح اجماع امت بھی حلت وحرمت پر اتھارٹی ہے لیکن اجماع سے کسی ایک خطے یا شہر یا ملک کے صاحبان دانش وبینش کا اتفاق مراد نہیں ہے بلکہ شرق وغرب کے تمام مسلمان کسی ایک زیر بحث چیز کی حلت یا حرمت کے حکم پر متفق ہونگے تو اسے اجماع امت قرار دیا جائے گا۔ محض چند علماء یا کسی ایک خطے یا شہر کے علماء کسی چیز کو پوری امت کیلئے حلال یا حرام نہیں قرار دے سکتے۔ اس بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے کے قابل ہوگئے ہیں کہ اشیاء کی حلت وحرمت کا فتوی دینا نہایت ہی اہم کام ہے اور اسکا اختیار صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ اجماع امت کو بحیثیت ادارہ حاصل ہے۔

آج کل ہمارے علماء بہت عجلت میں کسی چیز کو حلال وحرام قرار دے دیتے ہیں۔ یہ رویہ اور طرز عمل نہایت افسوس ناک ہے اور بہت نقصان دہ بھی۔ اس غیر علمی طرز عمل نے امت کو کئی گروہوں میں تقسیم کر کے تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ آج امت باہم دست وگریباں ہے، خون ناحق گلی کوچوں کو رنگین کر رہا ہے۔ مذہبی جنونی حلال وحرام کے ان فتوؤں کو بنیاد بنا کر کسی مسلمان کلمہ گو کے خون کو حلال سمجھتے ہیں اور اسے بے دردی سے بہا دیتے ہیں۔ ان ہی فتنوں نے فرقہ واریت کو جنم دیا ہے۔ فرقہ واریت کی کوکھ سے انتہا پسندی اور انتہا پسندی کے بطن سے دہشت گردی اور خون ریزی نے جنم لیا ہے۔ لیکن یہاں مجھے جس مسئلہ پر اظہار خیال کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں شرعی اصطلاحات کا استعمال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ حلال وحرام شریعت کی اصطلاحات ہیں۔

ہمارے تمام مکاتب فکر کے علماء نے بہت سے مواقع پر محض ظن وتخمین سے کام لیا یا محض اپنے مزاج کے خلاف کسی چیز کو حرام اور مزاج کے مطابق کسی چیز کو جائز اور حلال قرار دیا۔

فقیہ شہر کی باتوں سے درگزر بہتر　　　بشر ہے اور غم آب ودانہ رکھتا ہے

اپنے موضوع کی طرف پلٹتے ہوئے گزارش ہے کہ علماء کو حلال وحرام کے بارے میں فتوی دیتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ محض ظن وتخمین اور مزاج سے حلت وحرمت ثابت نہیں ہوتی، حتی کہ کسی چیز کی حلت وحرمت احادیث ضعیفہ یا مجرد نص سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔ حلت وحرمت کے ثبوت کیلئے نص صریح یا معتبر اجماع کا ہونا ضروری ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو مسائل مجھ سے پوچھے جاتے ہیں ان میں میرے نزدیک سخت ترین مسئلہ حلال وحرام کا ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) سے روایت کیا ہے امام قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے مشائخ کو حلال وحرام کے حوالے سے بہت محتاط پایا، سوائے ان چیزوں کے جو کتاب اللہ یا سنت میں موجود ہیں۔ خلفائے راشدین کے سامنے جب مسائل پیش کیے جاتے تو وہ اصحاب رسول ﷺ کو اکٹھا کر کے انکی آراء کی روشنی میں فیصلے صادر فرماتے تھے۔ مسلمان فقہاء کی فقہی مجالس فتاوی صادر کرتی تھیں۔ آج اس دور میں ایک عالم دین اپنی رائے کو صائب اور درست خیال کرتا ہے اور اس کی دانست باقی سب غلط ہیں۔ ''رائے تو رائے ہوتی ہے چاہے وہ کسی کی بھی ہو'' مفتی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ''یہ حلال ہے'' یا ''وہ حرام ہے'' بلکہ اسے یہ کہنا چاہیے کہ ''میں اسے پسند کرتا ہوں'' یا ''میری رائے یہ ہے'' ''کسی چیز کو اپنی رائے سے حلال یا حرام قرار دینا یہ افتری علی اللہ (اللہ پر جھوٹ باندھنے) کے مترادف ہے۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُل اَرَئَيتُم مَّآ اَنزَلَ اللهُ لَكُم مِّن رِّزقٍ فَجَعَلتُم مِّنهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا قُل آٰللهُ اَذِنَ لَكُم اَم عَلَى اللهِ تَفتَرُونَ﴾(17)

''آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اتارا، پس بنا لیا تم نے اس سے بعض کر حرام اور بعض کو حلال۔ پوچھیئے کیا (اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کی) تمہیں اجازت دی ہے۔ یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔''

---

(16) مالک بن انس، المؤطا، کتاب الصلاۃ، باب قیام شہر رمضان ...، مؤسسہ زاید بن سلطان، ابوظہی، 2004ء، رقم الحدیث: 241

(17) یونس، 10:59

عہد جہالت میں لوگ اپنی من پسند کو حلال اور ناپسند کو حرام قرار دیتے چلے آرہے تھے۔ قادر مطلق نے انکی سرزنش فرمائی اور رسول خدا سے ارشاد فرمایا کہ ان سے پوچھیے کہ رب ذوالجلال نے تمھیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ معزز علماء کرام و محترم مفتیان عظام کو اس آیت پر غور فکر کی دعوت دینے کی جسارت کر رہا ہوں اور دعوت فکر دیتا ہوں کہ کیا ہم عہد جہالت کی طرف نہیں لوٹ رہے ہیں؟ فَاعْتَبِرُوا يَاأُولِي الأَبْصَارِ۔

حلت و حرمت کے بارے پاکستانی قوانین:

پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) پاکستان کا معیار سازی کا واحد مجاز ادارہ ہے جو قومی، مقامی، ملکی ضروریات کے پیش نظر نئے معیار بنانے اور کسی معیار کو اپنانے کا مکمل حق رکھتا ہے اور (OIC/SMIIC) او آئی سی سمیک جہاں حلال معیارات کی عالمی طور پر معیار سازی گزشتہ کم و بیش 12 سال سے جاری ہے کا سینئر ممبر ہے اور پاکستان خود بھی سن 2005 سے حلال معیار سازی پر کام کر رہا ہے جس کے نتیجہ میں پاکستان 3733 کے چار ورژن جاری کر چکا ہے۔[18]

PSQCA کی حلال ٹیکنیکل کمیٹی کے مشترکہ اعلامیہ میں یہ طے پایا کہ مقامی حلال کے معیارات سے اب عالمی حلال معیار کی جانب جانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تا کہ حلال معیار میں ہم آہنگی پیدا ہو، جس مقصد کے لئے OIC / SMIIC ادارہ قائم ہوا تھا اس میں پاکستان کی جانب سے مزید تعاون کیا جائے جس سے اس کے مقصد کو تقویت ملے، ساتھ ساتھ مقامی انڈسٹری کے لئے بھی عالمی بازار خاص کر مسلم ممالک میں پاکستان کی پروڈکٹ کی رسائی اور مقبولیت میں سہولت پیدا ہو۔

اس موڈیفائیڈ اڈاپشن (Modified Adoption) میں بنیادی مندرجہ ذیل تبدیلیاں پائی جاتی ہیں:

1۔ منیجمنٹ سسٹم (Management system) کی شقیں ختم کر دی گئی ہیں۔

2۔ قومی ضمیمہ (National Annexure) داخل کر کے PS 3733-2019: کی بعض شقیں ملکی مقامی، قانونی، اور مشترکہ فقہی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے برقرار رکھی گئی مزید یہ کہ اجزاء ترکیبی کی جانچ پڑتال سے متعلق نئی شق کا اضافہ کیا گیا ہے جو نہ 3733-2019 میں تھی اور نہ ہی DIC/SMIIC 1 میں پائی جاتی ہے۔

2۔ مینیجمنٹ سسٹم کا حذف ہونا:

منیجمنٹ کی اضافی شقیں نہ ہونے کی بنیادی وجہ DIC/SMIIC 1 معیار ہے کیونکہ منجمنٹ سسٹم اس میں شامل نہیں بلکہ اسکا دائرہ کار صرف حلال غذاء کی تیاری کی بنیادی ضروریات بیان کرنا ہے General Requirements for Halal) (Food تا کہ کارخانے دار زیادہ سے زیادہ حلال اجزاء ترکیبی، صفائی ستھرائی اور صحت مند غذا کی تیاری، عمل داری پر توجہ دے سکے اور حلال معیار کا نفاذ آسان کیا جاسکے تا کہ چھوٹی سے چھوٹی انڈسٹری بھی اس حلال معیار سے مستفید ہو سکے۔

پاکستان کے معیار کا ڈھانچہ سن 2016 سے سمیک 1 پر ہی تھا البتہ اس میں 9001 اور 22000 کی اضافی شقیں داخل کی گئی تھی، لہذا سمیک 1 کی اڈاپشن کے بعد مندرجہ ذیل شقیں PS 3733-2022: میں شامل نہیں ہیں:

SN#	PS:3733-2019
1.	9. Documentation
2.	9.1. Documentation Requirements
3.	9.2. Human Resources
4.	9.3. Halaal Control Points
5.	9.4. Emergency Preparedness and Response
6.	9.5. Internal Audit
7.	9.6. Management Review
8.	9.7. Improvement
9.	9.7.1. Continual Improvement
1(	9.7.2. Corrective Action

(18) https://ur.wikipedia.org/wiki/

1:	9.7.3. Preventive Action[19]

3۔ قومی ضمیمہ:

قومی ضمیمہ میں ملکی، مقامی، قانونی، مشترکہ فقہی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے چند 2019-3733 کی اساسی شقیں برقرار رکھی گئی ہیں جنہیں OIC/SMIIC1 کے ساتھ ملا کر پڑھنا، لکھنا اور ان پر عمل داری کروانا لازم قرار دیا گیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

آبی جانوروں بارے پاکستانی قوانین:

آبی جانوروں کے بارے میں درج ذیل شق بیان کی گئی ہیں:

1۔ ہر قسم کی مچھلی، جھینگے، جھینگے اور ان کی مصنوعات حلال ہیں۔

2۔ تمام زہریلے اور نقصان دہ آبی جانور غیر حلال ہیں۔[20]

وضاحت: پاکستان میں غالب فقہی حالات کی وجہ سے، آبی جانوروں میں صرف مچھلی اور اس کی انواع کو کھانے کی اجازت ہے، اس لیے اس این اے کے ذریعے دیگر سمندری جانوروں کی اجازت کو خارج کر دیا گیا ہے۔

2۔ جانوروں کی خوراک بارے قوانین:

جانوروں کو کسی بھی ایسی چیز سے کھانا کھلانا جائز نہیں ہے جو اس کی فطرت کے مطابق نہ ہو۔ فیڈ اور اس کے اضافی اجزاء پورکین کی اصل سے پاک ہوں گے۔[21]

وضاحت: پاکستان کے فیڈ قوانین (ریگولیٹری تقاضے) اور علماء کے فتوے کے مطابق فیڈ میں حلال جانوروں سے حاصل کردہ پروٹین کو ایک خاص مقدار میں استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ نیز، سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے 2010 کے فیصلے میں جانوروں کی خوراک میں سور کے اجزاء کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ دیا۔ اس لیے اسے این اے میں شامل کیا گیا ہے۔

3۔ ذبح سے متعلق قوانین:

ذبح کرنے والے کے پاس حلال ذبیحہ کا ایک سرٹیفکیٹ ہونا چاہیے جو صحت، حفظان صحت، صفائی ستھرائی اور حلال ذبیحہ کے قواعد سے متعلق امور کی نگرانی کرنے والی ایک مجاز اتھارٹی / تنظیم کے ذریعہ جاری کیا گیا ہو۔[22]

وضاحت: پاکستان میں ہر صوبے کو اختیار حاصل ہے۔ اپنی قانون سازی کریں اور مجاز اتھارٹی صرف ایک صوبے میں ہے کہ وہ باقاعدہ حلال ذبیحہ سرٹیفکیٹ جاری کرے۔ مزید یہ کہ لفظ اتھارٹی پاکستان میں صرف سرکاری اداروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی نجی ادارہ "اتھارٹی" کے عنوان سے داخل نہیں ہو سکتا، اس لیے "تنظیم" کا لفظ شامل کیا گیا تاکہ صنعت کسی اور قابل تنظیم سے حلال ذبیحہ کی تربیت کا بندوبست کر سکے۔

4۔ جانوروں اور پرندوں کو بے ہوش سے متعلق قوانین:

جانوروں / پرندوں کے لیے ہر قسم کی بے ہوش کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ دوسرے ممالک سے درآمد شدہ گوشت بھی اس ضرورت کو پورا کرے گا۔[23]

وضاحت: پاکستان میں بے ہوش کرنا شروع سے ممنوع ہے اور پوری صنعت غیر شاندار ساخت پر بنائی گئی ہے۔ مزید یہ کہ ہمارے علماء کے فتاویٰ بے ہوشی کرنے کے خلاف

---

[19] (www.thenetwork.org.pk

[20] PSQCA/SDC/SALES/ACTS/07-11-22

[21] OIC/SMIIC-1, clause 5.1.2 a) and b

[22] OIC/SMIIC 1:2019, clause 5.2.1 f)

[23] OIC/SMIIC 1:2019, clause 5.2.5 a),b) and c)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ہیں۔SMIIC کی بنیادی پوزیشن بھی غیر شاندار رہے۔اس لیے شق کا وہ حصہ جو مجبوری کی وجہ سے بے ہوشی کی اجازت دیتا ہے حذف کر دیا گیا ہے۔

5۔مشین سے ذبح کے قوانین:

مشینی ذبیحہ کے بارے درج ذیل قوانین ہیں:

الف: حلال جانوروں کا مشین سے ذبح ممنوع ہے۔

ب: جانوروں کو ہاتھ سے ذبح کیا جائے۔(24)

وضاحت: پاکستان میں میکینیکل ذبح کو غیر حلال سمجھا جاتا ہے۔اس لیے اسے پاکستان کے معیار میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔مزید بر آں، پاکستان کے معیار میں ہاتھ سے ذبح کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔اس لیے اسے قومی اسمبلی میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

6۔کھال اتارنے کے قوانین:

لاش کو پر کھنے / پرندوں کے پروں کو اُتارنے کے عمل کو آسان بنانے کے لیے اُبالا جاسکتا ہے۔گرم پانی یا گرم ہوا کو اُبالنے کے طریقوں کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔درجہ حرارت اور پانی میں رہنے کا دورانیہ اس طرح ہونا چاہیے کہ وہ ناپاک آلودگی سے محفوظ ہوں۔ (25)

وضاحت: پاکستان کی پولٹری صنعت میں پروں کو اُتارنے کے لیے گرم پانی کا استعمال روایتی طور پر کیا جاتا ہے۔پر کھنے کے عمل میں صنعت کی جانب سے حاصل کی گئی معلومات سے یہ بات سامنے آئی کہ پانی کا استعمال درجہ حرارت کو ایک مستقل پیرامیٹر کے طور پر مقرر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مرغی کے علاقے، نسل اور وزن میں فرق ہوتا ہے۔ان پیرامیٹرز کے بدلنے کا اثر یہ ہے کہ بعض 54ڈگری سیلسیئس پر سیٹ کرتے ہیں، بعض 58تک اجازت دیتے ہیں اور بعض 62تک اجازت دیتے ہیں۔اس لیے درجہ حرارت کے لیے ایک حد مقرر کرنے سے گریز کیا گیا ہے، جبکہ شریعت کے اصول کو مد نظر رکھا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ درجہ حرارت اتنا زیادہ نہیں ہونا چاہیے کہ پرندے کے آنتیں اندر سے پک کر گوشت کو ناپاک کر دیں۔

پنجاب حلال فورڈ کا تعارف:

پنجاب فوڈ اتھارٹی یا مقتدرہ خوراک پنجاب، پاکستان میں پنجاب کی صوبائی حکومت کا ایک ادارہ ہے۔یہ صوبے میں خوراک کی حفاظت اور حفظان صحت کو منظم کرتا ہے۔یہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011ء کے تحت تشکیل دیا گیا تھا۔پی ایف اے پاکستان میں اپنی نوعیت کی پہلی ایجنسی ہے۔اس کا مقصد پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011ء اور پیور فوڈ رولز 2011ء میں بیان کردہ کھانے کی حفظان صحت اور معیار کے معیارات کا نفاذ کرنا ہے۔

پنجاب فوڈ اتھارٹی 2جولائی 2012ء سے لاہور میں ایک فعال ادارے کے طور پر کام کر رہی ہے۔پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011ء اور پیور فوڈ رولز 2011ء میں بیان کردہ فوڈ ہائیجین اور کوالٹی کے معیارات کا نفاذ فوڈ کی ایک کوالیفائیڈ ٹیم کے ذریعے کیا جاتا ہے۔سیفٹی آفیسرز ('FSOs)اور اسسٹنٹ فوڈ سیفٹی آفیسرز ('AFSOs)۔ضلعی سطح پر فیلڈ ٹیموں کی فعالیت کی نگرانی ڈپٹی ڈائریکٹر (آپریشنز) کر رہے ہیں۔(26)

پنجاب فورڈ کے قوانین کے اہم نکات:

غذائی اشیاء کی حفاظت اور معیار: پنجاب فورڈ کے قوانین کے تحت تمام غذائی اشیاء کو محفوظ اور صحت بخش بنانے کے لیے مخصوص معیار مقرر کیے گئے ہیں۔ان میں شامل ہیں:

غذائی اجزاء کی ممانعت: حرام اجزاء جیسے سور کا گوشت، خون، مردار وغیرہ کا استعمال مکمل طور پر ممنوع ہے۔

حفظانِ صحت کے اصول: خوراک تیار کرنے والے اداروں کو حفظانِ صحت کے اصولوں کی پیروی کرنی ہوتی ہے۔اس میں صفائی، مناسب سٹوریج، اور صحت مند طریقوں سے

---

(24) OIC/SMIIC 1:2019, clause 5.2.6.2 a) and b)

(25) OIC/SMIIC 1:2019, clause 5.2.6.2.4

(26) https://ur.wikipedia.org/wiki/

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

تیاری شامل ہے۔

غذائی مصنوعات کی لیبلنگ: پنجاب فورڈ کے قوانین کے تحت غذائی اشیاء کی لیبلنگ ضروری ہے۔ اس میں پروڈکٹ کے اجزاء، غذائی قیمت، تاریخِ تیاری اور ختم ہونے کی تاریخ، اور صارفین کے لیے دیگر اہم معلومات شامل ہونی چاہئیں۔ اس سے صارفین کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ وہ کیا کھا رہے ہیں اور آیا وہ مصنوعات صحت بخش ہیں یا نہیں۔

مذہبی تقاضوں کی پاسداری: پنجاب فورڈ یہ بھی یقینی بناتی ہے کہ غذائی مصنوعات میں شرعی اصولوں کی پیروی کی جائے، جیسے حلال گوشت، حلال اجزاء کا استعمال اور شراب یا کسی بھی قسم کے حرام اجزاء کا استعمال نہ ہو۔

غذائی اشیاء کا معائنہ: پنجاب فورڈ کے افسران کا فرض ہوتا ہے کہ وہ مختلف خوراک کے اداروں کا معائنہ کریں اور یہ چیک کریں کہ وہ غذائی اشیاء کے معیار اور حفظانِ صحت کے ضوابط پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی ادارہ ان ضوابط کی خلاف ورزی کرتا ہے، تو اس پر جرمانہ یا قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

غذائی اشیاء کی تصدیق: پنجاب فورڈ کے تحت، غذائی مصنوعات کی تصدیق کی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آیا وہ صحت کے لیے نقصان دہ تو نہیں ہیں اور ان میں کوئی غیر قانونی یا مضر اجزاء تو شامل نہیں ہیں۔ ان تصدیقی مراحل میں خوردنی مصنوعات کی لیبارٹری ٹیسٹنگ بھی شامل ہو سکتی ہے۔

غذائی اشیاء کی تقسیم اور ترسیل: پنجاب فورڈ کی نگرانی میں غذائی اشیاء کی تقسیم اور ترسیل بھی کی جاتی ہے تاکہ وہ صحت کے معیار کے مطابق ہوں۔ خوراک کی فراہمی کرنے والے اداروں اور تاجروں کو یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ غذائی مصنوعات کو مناسب طریقے سے ذخیرہ کریں اور ان کی ترسیل میں حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی کریں۔

غذائی مصنوعات میں ملاوٹ: پنجاب فورڈ کے تحت غذائی اشیاء میں ملاوٹ کرنا جرم ہے۔ اگر کسی خوراک میں غیر معیاری یا مضر اجزاء شامل کیے جائیں تو اس پر سخت قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس میں دودھ، چینی، گھی، تیل اور دیگر غذائی اجزاء میں ملاوٹ کی روک تھام شامل ہے۔[27]

پنجاب فورڈ کی اہم ذمہ داریاں:

غذائی اشیاء کی معیاری سازی: یہ ادارہ غذائی اشیاء کی معیاری سازی کے لیے ضروری اقدامات کرتا ہے تاکہ ان کی تیاری اور فروخت میں یکسانیت اور معیار برقرار رکھا جا سکے۔

صحت کے تحفظ کے لیے عوامی آگاہی: پنجاب فورڈ اپنے قوانین اور ضوابط کے ذریعے عوام کو صحت کے حوالے سے آگاہی فراہم کرتی ہے۔

قانونی کارروائی: اگر کسی ادارے یا کاروبار نے غذائی قوانین کی خلاف ورزی کی تو پنجاب فورڈ اس کے خلاف کارروائی کرتی ہے، جس میں جرمانہ، کاروبار کی بندش یا دیگر قانونی اقدامات شامل ہو سکتے ہیں۔[28]

خلاصہ بحث:

غذائی اشیاء کی حلت و حرمت کے حوالے سے ریاستی قوانین مذہبی، ثقافتی اور قانونی اصولوں کے پیچیدہ امتزاج پر مبنی ہوتے ہیں۔ کئی ممالک میں غذائی قوانین کا انحصار مذہبی تعلیمات، جیسے کہ اسلامی شریعت، پر ہوتا ہے، جو حلال اور حرام اشیاء کے معیارات متعین کرتی ہیں۔ ان قوانین کے تحت خوراک کی تیاری، پروسیسنگ اور لیبلنگ کو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے منظم کیا جاتا ہے کہ وہ اخلاقی اور روحانی اصولوں کے مطابق ہو۔ مثال کے طور پر، اسلامی ممالک میں حلال سرٹیفکیشن ضروری قرار دی جاتی ہے تاکہ غذائی مصنوعات مذہبی معیارات پر پورا اتریں۔ اسی طرح، سیکولر ممالک میں قوانین جانوروں کے تحفظ، صفائی اور صحت و سلامتی جیسے اخلاقی امور پر توجہ دیتے ہیں، ساتھ ہی مختلف مذاہب کے کھانے کے اصولوں کا احترام بھی کرتے ہیں۔

کچھ خطوں میں ان قوانین کے نفاذ نے آزادیِ انتخاب اور ثقافتی شمولیت کے حوالے سے مباحث کو جنم دیا ہے۔ متنوع آبادی والے ممالک کو مذہبی غذائی قوانین اور ان افراد کے حقوق کے درمیان توازن قائم کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ان روایات پر عمل نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر، حلال اور کوشر غذائی اشیاء کی لیبلنگ شفافیت اور صارفین کے اعتماد کے لیے ضروری ہے۔ مزید برآں، کچھ قوانین میں غذائی اشیاء کی غلط بیانی پر سخت سزائیں عائد کی گئی ہیں تاکہ صارفین کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے اور قانونی معیارات پر عمل ہو۔ مجموعی طور پر، غذائی اشیاء کی حلت و حرمت کے بارے میں ریاستی قوانین مختلف غذائی اصولوں کو جگہ دینے کے ساتھ ساتھ سماجی اقدار کو برقرار رکھنے کے لیے اخلاقی، ثقافتی اور قانونی عوامل کا امتزاج پیش کرتے ہیں۔

---

(27) THE PUNJAB FOOD AUTHORITY ACT 2011

(28) THE PUNJAB FOOD AUTHORITY ACT 2011